© rasailojaraid.com

تین توجہ طلب باتیں

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب

گزشتہ دنوں صدر پاکستان پرویز مشرف صاحب نے اسلام آباد میں جو علماء ومشائخ کنونشن منعقد کیا تھا، اس میں صدر پاکستان کے خطاب کے بعد صدر جامعہ دارالعلوم کراچی حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے جو خطاب فرمایا تھا افسوس ہے کہ ریڈیو نے اس کے صرف ایک دو جملے ہی نشر کیے، خطاب کے اصل حصے نشر نہیں کیے، ذیل میں وہ پورا خطاب قارئین (وفاق المدارس) کے لیے شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

میں آپ کا شکر گزار ہوں اور جناب شیخ رشید احمد صاحب کا بھی کہ جنھوں نے مجھے یہاں اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔ آج آپ سے یہ معلوم ہو کر کہ آپ کا نسبتی تعلق تاجدارِ دوعالم سرورکونین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے، ہمارے دل میں آپ کی عزت میں اضافہ ہوا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو اس عظیم نسبت کی لاج رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ نے اس وقت جن خیالات کا اظہار کیا، وہ ایک مسلم حکمران کے دینی جذبات کے عکاس ہیں اور آج جو باتیں آپ نے کسی لاگ لپیٹ کے بغیر یہاں کی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ بنیادی اور اصولی طور پر وہ ایسی ہیں کہ کسی مسلمان کو اور کسی مخلص پاکستانی کو ان سے اختلاف نہیں ہوگا، اصولی اور بنیادی طور پر یہ سب باتیں درست ہیں، البتہ ان پر عمل درآمد کے طریقہ کار کو اور ان سے متعلق تفصیلات میں اختلاف رائے ہوسکتا ہے۔ میں یہاں تین چیزوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں:

❶ پہلی بات یہ ہے کہ آپ نے دینی مدارس میں عصری مضامین کو لازمی طور پر داخل نصاب کرنے کی بات کی ہے اس سے دینی مدارس کو اختلاف نہیں، چنانچہ ہمارے دینی مدارس میں عصری مضامین لازمی طور پر پڑھائے جاتے ہیں اور ان مضامین کی میٹرک تک کی تعلیم کے بغیر اور ان میں کامیابی حاصل کیے بغیر ہمارے یہاں اوپر کے درجات میں داخلہ نہیں دیا جاتا۔ اس سلسلے میں ہمارے یہاں مزید پیش رفت کا سلسلہ جاری ہے، کیونکہ ان مضامین کو ہم اپنے دینی اور تعلیمی مقاصد کے لیے بھی مفید اور کارآمد سمجھتے ہیں بلکہ ایک حد تک ضروری سمجھتے ہیں۔ البتہ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ ہمارے قومی وسرکاری تعلیمی اداروں، اسکولوں وکالجوں اور یونی ورسٹیوں میں دینی تعلیم نہ ہونے کے برابر ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور اسلامیات کا جو مضمون برائے نام رکھا گیا ہے، وہ بھی عملاً لازمی نہیں ہے یعنی اُس میں کامیابی حاصل کیے بغیر بھی طالب علم ہر قسم کی ڈگریاں حاصل کرسکتا ہے۔ افسوس ہے کہ ہمارا سرکاری نظام تعلیم اب تک سیکولر چلا آرہا ہے، اسے مشرف بہ اسلام کرنے کی ضرورت ہے۔ گریجویٹ ہونے تک طالب علم کو اتنی دینی معلومات ہونا ضروری ہیں کہ وہ اس کی روزمرہ کی زندگی میں دینی ضرورت کو پورا کرسکیں، اور غیر مسلم اگر کبھی ان سے عقائد اور اسلامی تعلیمات کے بارے میں بات کریں تو وہ انھیں مطمئن کرسکیں۔

❷ دوسری بات یہ ہے کہ آپ کا یہ کہنا بھی بجا اور درست ہے کہ دینی مدارس میں بیرونی ممالک کے طلبہ کو اس وقت تک داخلہ نہیں دینا چاہیے جب تک ان کے پاس ویزا نہ ہو۔ یہ بالکل معقول بات ہے اور احتیاط کا لازمی تقاضا ہے۔ لیکن اس مسئلہ کا دوسرا رُخ یہ ہے کہ ہماری حکومت کی طرف سے بیرون ملک سے آنے والے طلبہ کو دینی مدارس میں داخلے کے لیے ویزا دینے کا سلسلہ برسوں سے بالکل بند کردیا گیا ہے، جب تک یہ بندش نہیں تھی تو دنیا کے مختلف ممالک سے طلبہ یہاں آکر ہمارے دینی مدارس میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ دینی مدارس کے طلبہ کی ایک خاص بات یہ ہے کہ وہ اپنے استاذ کو باپ کی طرح اور درس گاہ کو ماں کی طرح سمجھتے ہیں اور جس ملک میں وہ دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں، ان سے اپنے وطن کی طرح محبت کرتے ہیں، چنانچہ یہ طلبہ یہاں سے فارغ ہوکر جب اپنے اپنے ملکوں میں علمی اور دینی کام کرتے تھے تو اپنے اپنے حلقۂ اثر میں وہ ہمارے پاکستان کے مفت کے سفیر ثابت ہوتے تھے، افسوس ہے کہ یہ سلسلہ اب بند کردیا گیا ہے۔ حال ہی میں اخبارات میں خبر شائع ہوئی ہے کہ بھارت نے اپنے دینی مدارس میں طلبہ کے لیے ویزوں کا راستہ فراخ دلی سے کھول دیا ہے، وہ اس سے سیاسی فائدہ اٹھائے گا، ضرورت ہے کہ دینی تعلیم حاصل کرنے والے غیر ملکی طلبہ کے لیے ویزوں کا سلسلہ جلد شروع کیا جائے۔

❸ تیسری بات یہ ہے کہ فرقہ واریت کے پھیلنے میں جہاں دیگر کئی اسباب کا دخل ہے، وہیں ایک بڑا سبب لاؤڈ اسپیکر کا غلط استعمال بھی ہے اور اس کے غلط استعمال سے فرقہ واریت، ایک دوسرے کی دل آزاری اور منافرت پھیلتی ہے اور لوگوں کی عبادات اور آرام میں بسا اوقات بہت خلل واقع ہوتا ہے، لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کے سلسلے میں ایک بہت اچھا قانون ہمارے ملک میں موجود ہے، گذشتہ دنوں سابق وزیر داخلہ معین الدین حیدر صاحب کی سربراہی میں ایک بورڈ نے اس قانون کا بغور جائزہ لیا تھا، جس میں مجھ سمیت کئی مکاتب فکر کے علماء کرام بھی شریک تھے، بورڈ نے اس میں ضروری ترمیم کرکے قرار دیا تھا کہ یہ بہت اچھا اور مفید قانون ہے، لیکن افسوس ہے کہ اس پر عمل درآمد ابھی تک نہیں کرایا گیا، اس پر نہایت سنجیدگی سے عمل کرانے اور اس کی پابندی کرانے کی ضرورت ہے۔

☆☆☆

© rasailojaraid.com